موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے

محدّث جلیل حضرت الاستاذ شیخ عبدالحق صاحب اعظمی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ

(۱۹۲۸-۲۰۱۶ء)

ازقلم: مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی
مون ریز ٹرسٹ اسکول، زامبیا، افریقہ

۳۰ر دسمبر کو جہاں سن ۲۰۱۶ء اپنا آخری سانس لے رہا تھا اور وہ صرف ایک دن کا مہمان تھا کہ مغرب وعشاء کے درمیان، محمد رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- کی احادیث شریفہ کے عظیم خادم، علوم نبویّہ کے حقیقی وارث اور ایشیاء کی ممتاز دینی درس گاہ، دارالعلوم، دیوبند کے محدّث جلیل، حضرت الاستاذ شیخ عبدالحق صاحب اعظمی نوراللہ مرقدہ ایک تھکے ماندے مسافر کی طرح خاموشی سے دائمی نیند سو گئے۔ إنا للّٰه وإنا إلیه راجعون۔ موت ایک ایسی حقیقت جسے قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں؛ ''مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ''۔ یہ خبر منٹوں میں، دنیا کے گوشے گوشے میں، جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ہر شخص نے بڑے افسوس کے ساتھ اس خبر کو پڑھا اور سنا اور دوسروں کو بتایا۔

موت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ جب پیارے نبی محمد-صلی اللہ علیہ وسلم-کو موت آ کر رہی؛ تو پھر دوسرے کی کیا بات! موت تو مہربان رب کے دیدار کا ایک ذریعہ ہے؛ اگر آدمی کا انتقال نہ ہو؛ تو اپنے رحیم وکریم رب کا دیدار کیسے کرے گا! یہی تو وجہ تھی کہ نبی اکرم-صلی اللہ علیہ وسلم- نے اپنے لیے موت کو پسند فرما کر، اپنے منبر سے اپنی موت کا یوں اشارہ دیا: ''إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ، وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ''. فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. (بخاری شریف، حدیث:۳۹۰۴)

ترجمہ: اللہ تعالی نے ایک بندے کو اس کے درمیان اختیار دیا ہے کہ اللہ تعالی ان کو دنیا کی رونق دیں،

جتنی وہ چاہے اوران (نعمتوں) کے درمیان جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے؛ لہٰذا اس بندے نے ان (نعمتوں) کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس۔ابوبکر-رضی اللہ عنہ-(سمجھ گئے کہ نبی-ﷺ-نے اپنے لیے موت کو پسند کیا؛ لہٰذا) رونے لگے اور فرمایا: آپ پر ہم اپنے ماں باپ قربان کرتے ہیں۔

موت نے کسی کو نہیں چھوڑا۔چاہے انسان ہو یا حیوان یا پھر چرند و پرند ہو، سب جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یہ نظام اس دنیا کے پیدا کرنے والے کا ہی بنایا ہوا ہے۔ سچے مالک نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: ''کُلّ نَفْس ذَائِقَة الْمَوْت'' (سورہ آل عمران، آیت:۱۸۵) ترجمہ: (تم میں) ہر جان دار کو موت کا مزہ چکھنا ہے؛ چناں چہ سب کے سب انبیاء ورسل، صحابہ وتابعین اور اولیاء وصلحا کو اس جہان سے کوچ کرنا پڑا۔ ہم سب کو بھی ایک دن جانا ہوگا۔ حضرت شیخ صاحب نور اللہ مرقدہ بھی اپنے مقررہ وقت پر، پاک پروردگار کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے اس جہاں سے کوچ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت الاستاذ کو جنّت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے، آمین!

آئے عشّاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انھیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

حضرت شیخ صاحب نور اللہ مرقدہ کی ولادت بہ روز: پیر ۶/رجب المرجب ۱۳۴۷ھ (۱۹۲۸ء) کو اتر پردیش کے معروف ضلع: ''اعظم گڑھ'' کے ایک گاؤں: ''جگدیش پور'' میں ہوئی۔ آپ چھ سال کے تھے کہ آپ کے والد ماجد جناب عمر صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ کی کفالت وتربیت مشہور عالم دین، شیخ محمد مسلم صاحب جونپوری قدس سرہ نے کی۔ پھر ایک گاؤں میں پرورش پانے والے یتیم کو، اللہ تعالیٰ نے ایک نیّر تاباں بنایا۔ پھر آپ سے کیا ایشیا، کیا افریقہ، کیا یورپ اور کیا امریکہ، ہر جگہ کے لوگوں نے کسب فیض کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کا اپنے شایان شان بدلہ عطا فرمائے! آمین!

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے ابتدائی تعلیم، حضرت مولانا عبد الغنی صاحب پھولپوری (۱۸۷۶-۱۹۶۳ء) رحمہ اللہ، خلیفہ حضرت تھانوی (۱۸۶۳-۱۹۴۳ء) کے قائم کردہ ادارہ: ''مدرسہ بیت العلوم''، سرائے میر، اعظم گڑھ میں حاصل کی۔ بیت العلوم میں آپ نے صرف ونحو، عربی اور فقہ اسلامی کی کچھ کتابیں پڑھی۔ بیت العلوم میں آپ نے درس نظامی کی مشہور کتاب: ''شرح وقایہ'' تک کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد، آپ نے دار العلوم، مئوناتھ بھنجن میں داخلہ لیا اور ''مشکاۃ المصابیح'' تک کی تعلیم مکمل کی۔ پھر آپ نے دار العلوم، دیوبند کا رخ، جس کے جوار میں،

آپ کی آخری آرام گاہ منجاب اللہ مقدر تھی۔

شیخ نے ایشیاء کی عظیم دینی و اسلامی یونیورسیٹی دارالعلوم، دیوبند میں تکمیل فضیلت کے لیے داخلہ لیا۔ آپ نے دارالعلوم میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی (۱۸۷۹-۱۹۵۷ء)، علامہ محمد ابراہیم بلیاوی (متوفی: ۱۹۶۷ء)، شیخ الادب شیخ محمد اعزاز علی امروہوی (۱۳۰۰-۱۳۷۳ھ)، شیخ فخرالحسن مرادآبادی اور مولانا ظہور احمد دیوبندی نوراللہ مرقدہم وغیرہم سے اکتساب فیض کیا۔ حضرت شیخ ثانی صاحب نے بخاری شریف مکمل اور ترمذی، جلد: اوّل، شیخ الاسلام حضرت مدنی-قدس سرہ- سے پڑھی۔ آپ نے ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء میں رسمی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ حضرت شیخ ثانی کو اجازت حدیث، ان کے مذکورہ بالا شیوخ عظام کے ساتھ ساتھ، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی (۱۸۹۷-۱۹۸۳ء)، سابق مہتمم: دارالعلوم، دیوبند، محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (۱۹۰۰-۱۹۹۲ء)، حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوری (۱۸۷۶-۱۹۶۳ء) اور برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب (۱۸۹۸-۱۹۸۲ء) رحمھم اللہ سے بھی حاصل تھی۔ آپ حضرت شیخ الحدیث کی مبارک سند سے احادیث مسلسلہ کی اجازت دیتے تھے۔ الحمد للہ، آپ نے ان عظیم المرتبت اساتذہ وشیوخ سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی، جن میں سے ہر ایک آفتاب وماہتاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

نہ تخت وتاج میں، نے لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

حضرت الاستاذ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز ''مدرسہ مطلع العلوم''، بنارس، یوپی سے کیا۔ اس ادارہ میں آپ نے تقریباً ۱۲/سال تک تدریسی خدمات انجام دی۔ پھر ''مدرسہ حسینیہ''، کولڈیہا، گریڈیہہ (جھارکھنڈ) میں تقریبا۹/مہینے تدریسی خدمات انجام دی۔ حضرت اس مدرسہ کا ذکر کرتے ہوئے کبھی کبھی فرماتے تھے کہ بقدر مدت حمل بہار میں رہ چکا ہوں۔ بہار کے لوگ بہت ہی ادب واحترام سے پیش آتے تھے۔ اس کے بعد، ''دارالعلوم''، مئوناتھ بھنجن میں بھی حدیث کی کتابیں آپ کے زیر درس رہی۔ جہاں بھی آپ نے تدریسی خدمات انجام دی، عام طور پر حدیث کی کتابیں آپ سے متعلق رہیں۔

۱۹۸۲ عیسوی میں، آپ کو امّ المدارس دارالعلوم، دیوبند میں علیاء کے استاذ کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔ آپ اس وقت سے اپنی زندگی کے اخیر لمحہ تک اس عظیم ادارے میں تدریسی خدمات

انجام دیتے رہے۔ صحیح بخاری، جلد: ثانی اور مشکاۃ شریف کے اسباق آپ سے متعلق تھے۔ آپ بخاری جلد ثانی پڑھانے کی ہی وجہ سے، طلبہ واساتذہ دارالعلوم، دیوبند کے درمیان ''شیخ ثانی'' سے معروف تھے۔ آپ نے تقریبا ۳۴ سال تک دارالعلوم میں، بخاری جیسی حدیث کی عظیم کتاب کا درس دیا۔ اس طرح کل ملاکر، آپ تقریبا ۶۰ سالوں تک قرآن وحدیث کی خدمت میں مصروف رہے۔ اس دوران ہزاروں طلبہ نے آپ سے پڑھا اور استفادہ کیا۔ آپ کے شاگردوں میں ہزاروں علماء اور فقہاء ومحدثین شامل ہیں؛ جن کو بجا طور پر آپ کا شاگرد ہونے پر فخر ہے۔

آپ کا بخاری شریف کا درس بعد نمازِ عشاء ہوتا تھا۔ ترجمان کے ساتھ کچھ طلبہ آپ کو ''مسجد چھتہ'' سے لانے جاتے تھے۔ چھتہ مسجد کی ہی چھت پر بنے گھر میں، آپ رہتے تھے۔ طلبہ آپ کے ارد گرد ہوتے اور آپ ایک ہاتھ میں عصا لیے، دارالحدیث تک بڑے ہی سکون واطمینان سے آتے۔ جو طلبہ آپ کے آتے وقت، آپ کے پیچھے چلتے تھے، ان کو کبھی کبھی منع کرتے کہ آپ میرے پیچھے اس طرح نہ چلیں، یہ سنت نبوی کے خلاف ہے۔ سنا ہے کہ ان دنوں، کمزوری اور ضعف کے سبب حضرت وِیل چیر (Wheelchair) سے اسباق پڑھانے آتے تھے۔ آپ اسباق کے بڑے پابند تھے۔ دیوبند کا موسم سرما ہو یا موسم گرما، آپ کو درس گاہ آنا تھا اور سبق پڑھانا تھا۔ یہ ناممکن تھا کہ آپ دیوبند میں ہوں اور سبق نہ پڑھائیں۔ آپ کا بخاری شریف کا سبق عام طور پر تقریبا دو ڈھائی گھنٹے کا ہوتا تھا؛ مگر تعب وتھکان کا احساس تک نہ ہونے دیتے۔

ہاں دکھا دے، اے تصوّر! پھر وہ صبح وشام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تو

بندہ راقم الحروف کو شیخ ثانی صاحب کی سب سے پہلی زیارت سن ۱۹۹۷ء یا ۱۹۹۸ء میں اس وقت ہوئی، جب نیپال کی مرکزی درس گاہ: فیض الاسلام، پَرسا، نیپال کے ایک پروگرام میں شرکت کے لیے تشریف لے جارہے تھے اور راستہ سے گزرتے ہوئے، آپ نے مدرسہ اشرف العلوم، کنہواں، سیتامڑھی کے سابق ناظم: قاری محمد طیّب صاحب رحمہ اللہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت راقم الحروف اشرف العلوم میں عربی دوم یا عربی سوم کا طالب علم تھا۔ ''پرسا'' نیپال میں واقع ہے اور کنہواں ہندوستان میں واقع ہے؛ مگر ان دونوں جگہوں کے درمیان صرف چند کلومیٹرس کا ہی فاصلہ ہے؛ لہٰذا حضرت شیخ صاحب کی زیارت اور ان کی تقریر سننے کے لیے اشرف العلوم کے طلبہ ''پرسا'' جارہے تھے؛ چناں چہ میں بھی سب کے ساتھ گیا اور شیخ صاحب کی

تقریر سے پہلے، ہم سب نے جا کر حضرت سے سلام ومصافحہ کیا۔

جب سن ۲۰۰۰ عیسوی میں دارالعلوم، دیوبند میں داخلہ لیا؛ تو پھر اس کے بعد تو حضرت کی زیارت ہوتی ہی رہتی تھی۔ جب بندہ نے ششم سے ترقی کر کے عربی ہفتم میں قدم رکھا؛ تو حضرت سے مشکاۃ شریف پڑھنے کا موقع نصیب ہوا۔ پھر ''دورہ حدیث شریف'' کے سال، سن ۲۰۰۳ء میں، بخاری شریف، جلد: ثانی، حضرت شیخ صاحب قدس سرہ سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

حضرت شیخ تک رسائی حاصل کرنے اور آپ سے ملنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ کوئی بھی شخص کبھی بھی جا کر مل سکتا تھا اور اپنی بات پیش کر سکتا تھا۔ آپ کسی بھی آنے والے کو مایوس نہیں کرتے تھے۔ جب بھی کوئی شخص آپ کے پاس دعوتی واصلاحی پرگرام میں شرکت کی دعوت لے کر آتا، چاہے وہ پروگرام دیہات میں ہو رہا ہو یا شہر میں، اندرون ملک کا پروگرام ہو یا بیرون ملک کا، آپ اس کی دعوت قبول کرتے۔ اسی طرح اگر کسی دینی ادارے میں کوئی تقریب ہو، اجلاس ہو، آپ کو دعوت ملتی؛ تو اسے قبول فرماتے اور اپنی شرکت سے نوازتے۔ عام طور پر دوسرے مدارس وجامعات کے ذمے داران حضرات آپ کو افتتاح بخاری شریف اور ختم بخاری شریف کے لیے مدعو کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے ہندوستان کے سیکڑوں شہروں اور دیہاتوں اور کئی بیرونی ممالک کا اصلاحی ودعوتی دورہ کیا۔ اللہ تعالی نے آپ کی زبان میں بڑا اثر دے رکھا تھا۔ آپ نہایت ہی متواضع ومنکسر المزاج تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اللہ تعالی اس امت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے! آمین!

وہ فاقہ مست ہوں جس راہ سے گزرتا ہوں
سلام کرتا ہے آشوب روزگار مجھے

حضرت شیخ صاحب نے یکے بعد دیگرے تین نکاح کیے۔ پہلی اہلیہ سے ایک لڑکا، جناب عبدالحکیم صاحب اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد، آپ نے دوسری شادی کی۔ دوسری بیوی سے ایک بیٹا، جو بچپن میں ہی انتقال کر گیا اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ دوسری بیوی کی وفات کے بعد، تیسرا نکاح کیا۔ تیسری زوجہ سے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جو سب کے سب حیات ہیں۔ اللہ تعالی ان سب کو خوش وخرم رکھے اور ان کو حضرت شیخ صاحب -قدس سرہ- کے لیے

صدقہ جاریہ بنائے! آمین!

حضرت شیخ صاحب-نوراللہ مرقدہ-عمر کی ۸۸ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ آپ پیرانہ سالی کی وجہ سے کمزور ہوگئے تھے۔ بہ شب: جمعہ ۳۰/دسمبر ۲۰۱۶ء کو قے کا عارضہ پیش آیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کو دیوبند کے ہی ایک ہسپتال میں لے جایا گیا۔ آپ نے ہسپتال میں ہی مغرب وعشاء کے درمیان آخری سانس لی اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا ایک پیغام ہے

حضرت شیخ کی نماز جنازہ ۳۱/دسمبر ۲۰۱۶ء کو، شام ساڑھے تین بجے دارالعلوم کے احاطہ دارِجدید میں، استاذ محترم حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم استاذ حدیث وسابق ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند کی امامت میں ادا کی گئی۔ عوام وخواص کی ایک بڑی تعداد نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ پھر ہزاروں طلبہ اور علماء نے اپنے کندھوں پر اٹھا کر، ''قبرستان قاسمی'' میں، اللہ تعالی کی امانت، اللہ کے سپرد کردی۔ اللہ تعالی آپ کی قبر کو نور سے بھر دے! آمین!

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

❀ ❀ ❀